محبت بھولی رگیں جیسے کے ٹکڑے آنکھوں کی پتلی لخت جگر بچوں کو یتیم بنا کر نرم نرم فرش کو چھوڑ کر مٹی کے اندھیرے ڈیرے میں جا کر سوؤ گے اس دن تمہارے ان ننھے بچوں کی خبر گیری کون کرے گا۔ اگر تم چاہو کہ لوگ ان کے ساتھ نیک سلوک کریں اور اچھی طرح پیش آئیں تو تم بھی آج دوسروں کے بچوں پر رحم کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ظلم و تعدی سے باز آؤ تو تمہارے بعد خدا بھی تمہارے پیچھے رہنے والوں پر اچھا اور نیک مربی قائم کردیگا ؎

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر ✤ خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

مسلمانوں کی موجودہ حالت

(از جناب محمد اسعد صاحب اسد کرایان در بھنگوی)

میں جب تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالتا ہوں اور مسلمانوں کی گذشتہ عظمت اور موجودہ نکبت کو دیکھتا ہوں تو دل پر نشتر سا چل جاتا ہے۔ غالباً لوگوں سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہم سرزمین ہند کے حاکم تھے محکوم نہیں۔ بادشاہ تھے رعیت نہیں لیکن آج ہم سے بالکل سلطنت چھن گئی ہم غلام ہیں اور دوسرے حاکم۔ حتیٰ کہ ہم ان کی غلامی کرنے پر مجبور کئے جا رہے ہیں جو کبھی ہمارے غلام رہ چکے ہیں۔ لہٰذا ہمیں غور کرنا چاہئے کہ غلامی کی یہ بیڑیاں ہمارے پاؤں میں کیوں پڑی ہوئی ہیں حالانکہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کے پجاری ہیں اور اس کا یہ عہد ہے کہ ہم مومنوں ہی کو زمین کا خلیفہ و بادشاہ بنائیں گے۔ چنانچہ قرآن ناطق ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ (پ ۱۸ سورہ نور ع ۷) ترجمہ: تم میں جو لوگ ایمان لاویں گے اور نیک عمل کریں گے ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائیگا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو بھی اس نے حکومت دی تھی۔ اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کیلئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بامن کر دیگا بشرطیکہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں گے اور جو شخص اس کھلے حکم سے اور نافرمانی کریگا وہ فاسقوں میں سے شمار کیا جائے گا۔

اور یہ بھی مسلم ہے کہ اللہ کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ ذلیل و خوار اور رسوا نظر آتے ہیں لہٰذا ہمیں قرآن کو کسوٹی بنا کر یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا ہم اس کے قانون پر استوار ہیں کہ نہیں۔ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ تم اپنے درمیان اخوت و ہمدردی۔ اتفاق و اتحاد اور مساوات کا پرچم لہراؤ۔ اور کینہ و کپٹ اور بغض و حسد دل سے دور کرو۔ لیکن جب ہم باہم

متحد بھی نہ ہونگے تو پھر ہم کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی موجودہ شکل تو یہ ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائیوں سے دشمنی اور غیروں سے میل جول رکھتے ہیں حالانکہ اس کے متعلق قرآن یوں ناطق ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا الایۃ پ س آل عمران (۱۲۶) ترجمہ۔ اے ایمان والو مت بناؤ اپنے سوا کسی کو دوست اور ولی وہ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔" اس آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہم کبھی بھی غیروں کا ساتھ نہ دیں اسلئے کہ وہ ہمارے ازلی دشمن ہیں۔ میں رب العزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم لوگ اپنے وعدہ میں مضبوط اور مستحکم ہوتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ بھی اپنے وعدہ کو پورا کر دکھاتا اور ہم اسفل السافلین کی جگہ آج بام ثریا پر ہوتے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے اللہ سے کیا وعدہ کیا تھا قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ جب اللہ نے تم سے پوچھا تھا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تو تم نے اس کے جواب میں کہا تھا بلیٰ۔ یعنی پروردگار نے روز ازل میں ہم سے وعدہ لے لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سبھوں نے بیک زبان بلیٰ (ضرور ہے) کہا تھا جس کا مقصود یہ تھا کہ ہم تجھے اپنا رب جانتے ہیں۔ اور تو ہمیں جو کچھ بھی کرنے کو فرمائیگا ہم فوراً تعمیل کریں گے۔ مگر ہم نے اپنے عہد کو توڑ دیا۔

کیا لوگ اس بات کو نہیں جانتے ہیں کہ جب بیٹا اپنے باپ کی۔ وزیر اپنے بادشاہ کی غلام اپنے آقا کی۔ خادم اپنے مولا کی فرمانبرداری کرتا ہے تو وہ بھی اسکا خیال اور اس کی عزت کرتے ہیں اور یہ تو بشر فانی کا حال ہے۔ مگر وہ خدا جو شہنشاہ عالم ہے وہ کیوں نہ اپنے غلام اپنے بندے کی ترقی چاہیگا۔ چنانچہ سعدیؒ کا قول ہے ؎

چو خسرو بفرمان داور بود + خدایش نگہبان و یاور بود
محالست چوں دوست دارد ترا + کہ در دست دشمن گذارد ترا
رہ اینست رواز طریقت متاب + بنہ گام و کامے کہ خواہی بیاب

تاریخ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے قبل اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتے تھے اور شام کو اونٹ چرا کر گھر واپس ہوتے۔ اسلام کے بعد جب وہ مسلمانوں کے سردار مقرر ہوئے اور اتفاق سے اس میدان سے گذرے تو بے ساختہ زبان سے یہ نکلا کہ اے عمرؓ تو وہی ہے جو اس میدان میں اونٹنیاں چراتا تھا اور آج تو مسلمانوں کا سردار ہے حضرت ابوہریرہؓ کا یہ حال تھا کہ سڑک کے کنارے بھوک کی شدت سے لیٹے رہتے تھے اور جو اس راستے سے گذرتا اس کے سامنے آیت پڑھکر مطلب دریافت کرتے حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اس طرف سے گذرے تو انھوں نے آپ سے بھی دریافت کیا تو آپ انکا مقصد بخوبی سمجھ گئے اور ان کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور کھانا کھلایا۔ پھر ایک دن وہ آیا کہ یہی ابوہریرہ مدینہ منورہ کے حاکم مقرر ہوئے۔ تو جب انکا کبھی اس سڑک سے گذر ہوتا تو کہتے کہ اے ابوہریرہ تو وہی ہے جو اس سڑک پر لیٹا رہتا مگر آج تیری کیا شان ہے۔